جلد ۲۷ | ۵ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ | یوم چہار شنبہ | مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۳۹ء | نمبر ۹۵

چودھری افضل حق کے خطبہ صدارت پر نظر

(۵)

احرار کی نامرادی میں اگر کسر رہ گئی ہے۔ تو آئندہ پوری ہو جائے گی

احرار نے جب اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت قادیان پر چڑھائی کی۔ اور قادیان کی حدود سے باہر ایک آریہ سکول کے احاطہ میں بدزبانی۔ بدگوئی اور فتنہ انگیزی کا مظاہرہ کیا۔ تو اسی موقعہ پر انہوں نے کہہ دیا تھا کہ قادیان کے در و دیوار لرز گئے ہیں۔ اور احمدیت اب کوئی دم کی مہمان ہے۔ اس کے بعد مختلف رنگوں میں اس کا ادعا کرتے رہے۔ اور پبلک کو اطمینان دلاتے رہے۔ کہ احراری سورمے عنقریب احمدیت کا نام و نشان مٹا کے رکھ دیں گے حتیٰ کہ انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ مرزائیت دم توڑ چکی ہے۔ اس کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ پچاس فیصدی احمدی قادیان سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں۔ اور باقی مرکز سے بدظن ہو چکے ہیں۔ ایک دوسرے موقعہ پر تو ایک سرکردہ احراری نے یہاں تک ڈینگ ہانک دی۔ کہ تین سال کے اندر اندر روئے زمین پر کوئی احمدی نظر نہ آئے گا۔ لیکن آج جبکہ احرار جماعت احمدیہ کے خلاف ناخنوں تک کا زور لگا کر شکست فاش کھا چکے ہیں۔ احمدیت کے مقابلہ میں اپنی کامیابی کے لئے دس سال کا عرصہ تجویز کر رہے ہیں۔ چنانچہ چودھری افضل حق نے کہا:-

"قادیانی تحریک کے خلاف ہماری جدوجہد بے حد صبر آزما رہی ہے۔ ابتدا میں قوم نے سرگرمی کا اظہار کیا۔ اب صوبجاتی حکومت کے بعد ادھر ہماری مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔ ادھر مسلمانوں نے اس محاذ سے دلچسپی لینا کم کر دی۔ مرزائیوں کی حمایت میں سر سکندر کی وزارت میں ہمارے کارکنوں پر اتنے مقدمات چلائے گئے ہیں۔ کہ ہمیں ان کا وہم و یقین بھی نہ تھا۔ پہلے ہمارے مقتدر کارکنوں کا قادیان میں داخلہ بند تھا۔ اور اب ضلع بھر میں قدم رکھنا ممنوع ہو گیا ہے۔ تاہم ہمیں خدا کی مہربانی پر بھروسہ ہے۔ کہ احرار کا وسیع نظام باوجود مالی مشکلات کے دس برس کے اندر اندر اس تحریک کو ختم کر کے چھوڑے گا۔ باخبر لوگ جانتے ہیں کہ جانباز احرار نے کس طرح مرزائیت کو نیم جان کر دیا ہے۔ موجودہ وزارت کے بدلنے کے ساتھ حالات بھی بدلیں گے۔ ملک میں انگریزی اثر و رسوخ جوں جوں کم ہو گا۔ توں توں سرکار کا یہ خود کاشتہ پودا مرجھاتا چلا جائے گا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب سے مایوس ہو کر اس تحریک کو سندھ لے جایا جا رہا ہے"

یہ الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ احرار کو اپنی ناکامی اور نامرادی کا خود اقرار ہے۔ وہ مانتے ہیں۔ کہ ابتدا میں قوم نے سرگرمی کا اظہار کیا۔ یعنی ہر طرح اور ہر رنگ میں ان کی امداد کی۔ جو کچھ انہوں نے کہا۔ اس کی تعمیل پوری سرگرمی سے کی۔ روپیہ پیسہ میں کمی نہ آنے دی۔ جس راہ پر احرار نے چلایا۔ اسی پر چلے۔ اور جو حرکات ان سے کرائیں۔ وُہ [illegible]۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد بالفاظ چودھری افضل حق "مسلمانوں نے اس محاذ سے دلچسپی لینا کم کر دی" کیوں؟ اس کی وجہ نہیں بتائی گئی حالانکہ بات صاف ہے۔ کہ جو لوگ احرار کو اس لئے رقم کی امداد دے رہے تھے۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کو شکست دے سکیں۔ وہ بغیر کسی وجہ کے انہیں کس طرح چھوڑ سکتے تھے۔ اور وہ وجہ ایک ہی ہو سکتی تھی۔ کہ انہوں نے دیکھا جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں احرار کی دال نہیں گل سکتی۔ احرار خواہ ہزار ڈینگیں ماریں۔ احمدیہ کا نہ کچھ بگاڑ سکے ہیں۔ اور نہ بگاڑ سکیں گے بلکہ جماعت احمدیہ کے لئے ان کی شوریدہ سری اور زیادہ تیز گامی کا باعث بن رہی ہے۔ اور احرار یہ سب کچھ جانتے ہوئے محض چندہ خوری کے لئے کہتے ہیں۔ کہ ہم یہ کر دیں گے۔ وہ کر دیں گے۔ چنانچہ انہی ایام میں "احراریات" کے نام سے امرتسر کے ایک مسلمان ڈاکٹر اور میونسپل کمشنر نے ایک رسالہ شائع کیا۔ جس میں لکھا:-

"درحقیقت احرار کا مقصد مرزائیت کا استیصال نہیں ہے۔ بلکہ چندہ خوری ہے۔ اور بس۔ چنانچہ اکثر اہل الرائے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ احرار کی تگ و دو کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے۔ کہ لوگ مرزائیت سے متنفر ہونے کی بجائے احرار کے طرز عمل سے نفور ہوتے جا رہے ہیں۔ اور یہ خطرہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ آئندہ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد میں بہت بھاری اضافہ ہو جائے گا"

ان حالات میں احرار کا اپنے حامیوں کی نظروں سے گر جانا اور ان کی نوازشات کا

مورد نہ رہنا بھی جماعت احمدیہ کی عظیم الشان فتح اور کامیابی کا ثبوت ہے۔ اب وہ ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ دس سال کے اندر اندر احمدیت کو ختم کرکے چھوڑیں گے۔ اور دوسری طرف ایسے نیم جال تنا رہے ہیں۔ تا کہ عام لوگوں کو پھر اپنے دام میں گرفتار کر سکیں۔ مگر جن لوگوں کے ذہن سے ابھی سابقہ واقعات محو نہیں ہوئے۔ اور جو پوچھ سکتے ہیں۔ کہ نیم جان کو ختم کرنے کے لئے دس سال کا طویل عرصہ چہ معنی دارد وہ احرار کے کسی دھوکہ میں نہیں آ سکتے اور جماعت احمدیہ کسی وقت پہلے احرار کی دھمکیوں سے مرعوب ہوئی ہے۔ اور نہ اب ہو سکتی ہے جبکہ احرار کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی صریح مدد و نصرت اپنے ساتھ دیکھ چکی ہے۔ دس سال کے بعد انشاء اللہ جماعت احمدیہ آج کی نسبت بہت آگے بڑھ جائے گی۔ لیکن وہ لوگ جو اس کے ختم کر دینے کے دعوے کر رہے ہیں۔ ان کا نام و نشان بھی نظر نہ آئے گا۔ احرار کی ذلت و رسوائی تباہی و بربادی میں کچھ کسر رہ گئی ہے تو وہ آئندہ دس سالوں میں نکل جائے گی۔ اگر وہ کج روی اور گمراہی سے باز نہیں آ سکتے تو انتظار کریں۔ ہم بھی انتظار کرتے ہیں ؛

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ اپریل۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ۸½ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو بعد نماز ظہر سردرد کی تکلیف ہو گئی تھی مگر شام کو خدا تعالیٰ کے فضل سے کم ہو گئی۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فیروزپور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت ام المومنین کو نزلہ اور سردرد کے باعث تکلیف ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں ؛

حضرت مفتی محمد صادق صاحب جالندھر سے اور مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری فاضلکا سے واپس آ گئے ہیں ؛

جماعت احمدیہ لیگوس کی مسجد کے مقدمہ میں کامیابی کیلئے دعا

جماعت احمدیہ لیگوس عرصہ سے ایک مسجد کے مقدمہ میں پھنسی ہوئی ہے۔ اور اس وقت تک بہت سا خرچ کر چکی ہے۔ ابتدائی عدالت نے حق بحق دار رسید کے مطابق فیصلہ انجمن احمدیہ کے حق میں کیا تھا۔ لیکن مخالفین نے اس کے خلاف اپیل کر رکھی ہے۔ جس کی سماعت ۲۸ اپریل سے ہو گی۔ احباب درد دل سے کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ؛

مالی سال کے ختم ہونے سے قبل رقوم داخل کرادیں

مالی سال کے ختم ہونے میں صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ احباب اور عہدہ داران جماعت کو چاہیئے۔ کہ اپریل ۱۹۴۱ء تک چندہ کی رقوم ۳۰ اپریل سے قبل داخل خزانہ کرا دیں۔

ناظر بیت المال

درخواست ہائے دعا! ملک عبد العزیز صاحب قادیان اپنے لڑکے نعیم احمد کی صحت کے لئے عطاء محمد صاحب موذن مسجد مبارک اپنی ہمشیرہ کی صحت کے لئے منشی کلیم الرحمٰن صاحب قادیان لطیف الرحمٰن صاحب بی۔ اے کی امتحان میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ؛

قربانی کے مناسب حال ماحول پیدا کرنیکے لئے ایک عزم اور ارادہ کی ضرورت

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"جو شخص بغیر حالات کے تغیر کے کہتا ہے کہ میرا سب مال حاضر ہے۔ اگر تو اس بات کو سمجھتے ہوئے کہ میرے پاس تو دینے کو کچھ نہیں ایسا دعویٰ کرتا ہے تو وہ منافق بے وقوف ہے لیکن اگر وہ بغیر غور کئے اخلاص کے جوش میں ایسا دعوےٰ کرتا ہے تو وہ مخلص بے وقوف ہے۔ اگر عقلمند ہوتا تو اسے سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ اس کے مال کا کونسا حصہ ہے جس کی وہ قربانی پیش کرتا ہے۔ جب تک وہ اپنے خرچ کو سو سے کم کرکے ۹۵ یا ۹۰ یا ۸۰ پر نہیں لے آتا۔ وہ قربانی کر ہی کیا سکتا ہے۔ قربانی تو اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ ایسا شخص اپنے اخراجات کو کم کرے۔ اور پھر کہے کہ میں نے اخراجات میں یہ تغیر کئے ہیں۔ اور ان سے یہ بچت ہوتی ہے جو آپ لے لیں پس ضروری ہے کہ قربانی کرنے سے پیشتر اس کے لئے ماحول پیدا کیا جائے اس کے بغیر قربانی کا دعوےٰ کرنا ایک نادانی کا دعوےٰ ہے یا منافقت کا"۔

بہت سے دوست ہیں جن کے ذمہ دور اول کا بقایا چلا آتا ہے۔ بلکہ سال چہارم کا بھی وعدہ اب تک پورا نہیں ہوا اور بعض نے سال پنجم کا بھی کیا ہوا ہے جن احباب کے ذمہ گذشتہ سالوں کا روپیہ واجب ہے۔ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر وہ وعدہ کے دن سے قسط کچھ نہ کچھ دیتے جاتے تو ان کا وعدہ پورا ہو جاتا۔ لیکن انہوں نے حضور کی اس نصیحت پر نہ عمل کیا۔ اور نہ وہ کامیاب ہوئے۔ پس اب بھی ایسے تمام احباب سے جن کے ذمہ خواہ سال پنجم کا روپیہ قابل ادا ہے۔ یا سال چہارم کی رقم انہوں نے ابھی ادا نہیں کی۔ خواہ دور اول میں سے کچھ ادا کرنا ہے گزارش ہے کہ اپنے کھانے پینے پہننے اور عورتوں کے لباس زیورات میں کمی کرکے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کے لئے مناسب ماحول پیدا کریں۔ مگر ماحول پیدا کرنے کے لئے بھی وہ حضور کا یہ ارشاد یاد رکھیں کہ اس کے لئے بھی نیت اور ارادہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ہو تو پھر شور نے بھی بابرکت ہو سکتی ہے۔ اور تحریک جدید بھی مفید نتائج کا باعث بن سکتی ہے مومن کی نیت خدا تعالیٰ کے فضلوں کے جذب کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ پس دل میں پختہ ارادہ کر لو۔ کہ اللہ تعالیٰ مومن کے ارادوں کے پورا ہونے کے سامان خود بخود کر دیتا ہے مومن کی نیت بہت بڑی چیز ہے پس اگر تم مومن ہو تو ایک پختہ عزم اور ارادہ اپنے اندر پیدا کر لو۔ پھر دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا فضل نازل ہو گا۔ کہ تمام مشکلات خود بخود دور ہو جائیں گی۔ تمہارے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے یا تو وہ نئے سامان پیدا کرے گا۔ یا پھر تمہارے حوصلے بڑھا دے گا۔ اور تمہارا مقصد دونوں طرح حل ہو جائے گا۔ ایک بھوکے شخص کی تکلیف دور کرنے کے دو ہی علاج ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کی بھوک اڑا دی جائے۔ اور دوسرے یہ کہ اسے کھانا دے دیا جائے۔

پس احباب کو اپنے دل میں نہ ٹلنے والا مستقل ارادہ اور عزم کرنا چاہیئے۔ اور تحریک جدید کا چندہ قسط وار جلد سے جلد ادا کرنا چاہیئے ؛

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

کیا مسولینی اور ہٹلر کے دل کو بھی عدم تشدد سے نرم کیا جا سکتا ہے؟

بہت سے مناقشات جو خطرناک لڑائیوں پر منتج ہو سکتے ہیں۔ بسا اوقات محبت کے ساتھ باہمی گفت و شنید سے دُور ہو جاتے ہیں۔ مگر مناقشات اور جھگڑوں کو مٹانے کا یہ ذریعہ قطعی نہیں۔ صلح اور محبت سے کام لینے کے باوجود انسان بعض دفعہ اس بات پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ طاقت سے اپنے حقوق کی حفاظت کرے۔ بالخصوص قومی اور ملکی جھگڑے صرف نرمی اور محبت سے نہیں نپٹ سکتے۔ بلکہ قوت کا مظاہرہ ان کے لئے ضروری ہوتا ہے اور جو قوم اپنی قوت کی نمائش نہیں کر سکتی۔ وہ اپنے عمل سے دوسروں کو اس بات کا موقعہ دیتی ہے۔ کہ اس پر غلبہ حاصل کر لیں۔ اور اس کی آزادی سلب کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جہاں نرمی اور محبت کی تعلیم دی ہے۔ وہاں جنگوں کی اجازت بھی دی ہے۔ اور مخصوص حالات کے پیدا ہونے پر ایسے قوانین نافذ فرمائے ہیں۔ جن کو جنگ کی حالت میں مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور واقعات دُنیا سے ظاہر ہے کہ اسلام نے جس اصل کو لوگوں کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ وہ بے حد مفید ہے۔ نرمی اور پیار بے شک اچھی ہے۔ لیکن ہر موقعہ پر اس کا استعمال مفید نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر ایک بچہ کے جسم کے اندر کوئی مادہ فاسد اس قدر ترقی کر جائے۔ کہ ہلاک ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ تو ماں باپ نرمی سے کام لینا مناسب نہیں سمجھیں گے بلکہ کسی قابل ڈاکٹر کے حوالہ کر دیں گے کہ اپریشن کرے۔ اس وقت ڈاکٹر ایک قسم کے تشدد۔ اور بے رحمی کے جذبہ کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ مگر دراصل حقیقی رحم اور محبت کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ وہ نشتر چلائے۔ اسی طرح جنگ بظاہر ایک ہولناک چیز ہے۔ مگر جب دُنیا کا امن بغیر جنگ کے قائم نہ رہ سکے۔ تو ضروری ہوتا ہے۔ کہ جنگ کی جائے۔ تا وہ لوگ جنہوں نے محبت کی کتاب سے سبق نہیں سیکھا۔ تادیب کی کتاب سے سبق سیکھیں۔

فطرت انسانی میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے دو قسم کے جذبات رکھے ہیں۔ ایک محبت کا جذبہ اور دوسرا انتقام کا جذبہ فطرت انسانی کے اندر ان دونوں جذبات کی خالق فطرت کی طرف سے موجودگی اس امر کی دلیل ہے۔ کہ عملی زندگی میں ان دونوں جذبات کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض جگہ محبت اور موانست کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بعض جگہ انتقامی روح بروئے کار لانے کی اور انہی دو جذبات کے مقابلہ میں جب انسان کی عملی مشینری حرکت میں آتی ہے۔ تو محبت کے جذبات کا ظہور صلح اور اتحاد کی کانفرنسوں کی شکل میں ہوتا ہے اور انتقامی جذبات جنگ کی شکل میں شدید تکلیف ہوتے ہیں۔

پس جنگ کو کلیۃً عملی زندگی سے نکال دینا ناممکن ہے۔ بے شک پیار اور محبت اچھی چیز ہے۔ مگر جب پیار اور محبت کے مراحل طے ہو جائیں۔ اور ظالم اپنے ظلم میں بڑھتا چلا جائے۔ تو اس وقت جنگ کا اعلان ہی دُنیا میں صحیح اخلاقی توازن قائم کر سکتا ہے۔

آج دُنیا کے حالات پر نگاہ ڈالنے سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ قوم قوم پر۔ اور ملک ملک پر چڑھائی کرنے کے لئے بیتاب ہے۔ بلکہ یورپین ممالک میں تو جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہوتا ہے۔ عہود و پیمان کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ دلوں میں جارحانہ عزائم پوشیدہ ہوتے ہیں۔ مگر زبانوں سے یہ اعلان ہو رہے ہوتے ہیں۔ کہ ہم کسی کی آزادی میں دخل نہیں دینا چاہتے۔ ہر طاقتور ملک کی حریصانہ نگاہیں قریب کے کمزور ممالک پر بھی ہوتی ہیں۔ اور وہ چاہتا ہے کہ موقعہ ملے۔ تو ہڑپ کرے۔ امن مفقود ہے۔ بے اطمینانی کا ہر ملک شکار ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں یقیناً اگر کسی ملک کی آزادی پر حملہ ہو۔ اور وہ اپنی مملکت کی حفاظت کے لئے جنگ کے میدان میں کود پڑے۔ تو وہ قطعاً کسی غیر اخلاقی حرکت کا مرتکب نہیں ہوگا۔ بلکہ شیوۂ دانش یہی ہے۔ کہ وہ ظالم کی مخالفت کرے۔ اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اور دوسری حکومتیں مظلوم کی حمایت کر کے اسے ظلم و ستم سے بچائیں۔

مگر گاندھی جی کی ہر بات نرالی ہوتی ہے وہ بین الاقوامی حالات کی نزاکت کو سمجھتے اور جانتے ہوئے اب بھی عدم تشدد کا راگ الاپ رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مسولینی اور ہٹلر کے دل بھی عدم تشدد سے نرم کئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ حال میں اخبار "ہریجن" میں انہوں نے ایک والیٔ ریاست کے اس اعتراض کے جواب میں کہ "موجودہ حالات میں عدم تشدد کے ذریعہ مقابلہ کرنا قطعاً ناقابل عمل ہے جسمانیت کا مقابلہ عدم تشدد سے کرنا ممکن نہیں" ایک مضمون لکھا ہے جس کے دوران میں لکھتے ہیں۔ کہ:

"آنے والی آزمائش میں صلح پسندوں کو جنگ میں شرکت سے خواہ وہ جارحانہ ہو۔ یا حفاظتی نہایت سختی سے انکار کر کے اپنے عقیدے کا ثبوت مہیا کرنا پڑے گا لیکن یہ فرض صرف ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جو عدم تشدد کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں پر نہیں۔ جو ہر معاملہ کے حسن و قبح کو پرکھنے کے بعد یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ فلاں جنگ کی حمایت کی جائے یا مخالفت۔ عدم تشدد کے ذریعہ جنگ کو روکنے کا معاملہ ہر آدمی کا ذاتی معاملہ ہے۔ اور اس بارے میں ہر شخص اپنی آتما کی اگر وہ اس کی موجودگی کو تسلیم کرتا ہے آواز پر عمل کر سکتا ہے"

یہ جواب ظاہر کر رہا ہے۔ کہ گاندھی جی پر سوال کی معقولیت نے گو اثر کیا مگر وہ اس مشکل کا کوئی صحیح حل پیش نہیں کر سکے سوال کرنے والے نے موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ ان حالات میں عدم تشدد کے اصل پر عمل پیرا ہو کر کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے آخر یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ہٹلر اور مسولینی تو توپیں چلائیں۔ اور عدم تشدد کے حامی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جائیں۔ عقلمند انسان تو منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکالتا جس کی لغویت ظاہر و باہر ہو۔ مگر حیرت ہے گاندھی جی عدم تشدد کے اصل کو اس قدر اہمیت دے رہے ہیں۔ کہ ہٹلر اور مسولینی کے عزائم کا مقابلہ بھی اسی اصل سے کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مگر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ عملی زندگی میں ایسی باتوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ گزشتہ ایام میں ہی جب گاندھی جی سرحد کے دورہ پر گئے۔ تو ان کے مکان پر مسلح سرخپوش پہرہ پر متعین تھے۔ حالانکہ عدم تشدد کے حامی کو کم از کم اپنی ذات کے لئے اس قسم کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

دراصل عدم تشدد کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے اس کی حیثیت زبانی دعووں سے زیادہ نہیں۔ اور اگر جنگ ہوئی۔ تو دُنیا کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ صحیح تسلیم وہی ہے۔ جو اسلام نے ہر حالت کو مدنظر رکھ کر دی۔ نہ وہ جو گاندھی جی پیش کر رہے ہیں اور جس کی مذہبی سیاسی اور اخلاقی دُنیا میں کوئی وقعت نہیں۔ اور یہ بات گاندھی جی بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ اسی لئے وہ اس بارے میں ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ جو اندھا دھند عدم تشدد کی خوبی کا اعتراف کر لیں۔ اور اس کے متعلق حسن و قبح کے پرکھنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ گویا قدم قدم پر عدم تشدد کی ناکامی کو دیکھتے ہوئے یہی کہتے جائیں۔ کہ دُنیا میں امن اور صلح قائم کرنے کا واحد ذریعہ عدم تشدد ہی ہے۔ اور ہر حال میں اس کا پابند رہنا چاہیئے۔ مگر اس ڈھب کے لوگ تھوڑے ہی ہو سکتے ہیں۔

غیر مبائعین کا طے کردہ شرائط کے ماتحت مناظرہ سے فرار

کچھ عرصہ سے غیر مبائعین کے ایک مبلغ سید اختر حسین صاحب گیلانی بی۔اے مولوی فاضل جمشید پور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان کی آمد سے چند دن بعد سیکرٹری صاحب غیر مبائعین کی طرف سے ہمیں تحریری چیلنج مناظرہ موصول ہوا۔ ابھی چیلنج دہندگان کے عقائد کے متعلق خط و کتابت ہو رہی تھی کہ ۱۲ اپریل کو غیر مبائعین کی طرف سے ایک رقعہ ملا جس میں ہمارے سوالوں سے پہلو تہی کرتے ہوئے لکھا تھا کہ وہ ہم پر اتمام حجت کرنے کے لئے شرائط بالمشافہ طے کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں جواب دیا گیا کہ خاکسار کے رہائشی مکان پر تشریف لے آئیں۔ ۱۴ اپریل کو مستری نور محمد صاحب پریذیڈنٹ غیر مبائعین تشریف لے آئے خاکسار نے جب ان سے سید اختر حسین صاحب گیلانی کی آمد کے وقت کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ شرائط وغیرہ وہ خود طے کرنے آئے ہیں۔ اور گیلانی صاحب کے اس وقت تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد ان کے مطالبہ پر مندرجہ ذیل شرائط طے ہوئیں۔

پہلا مناظرہ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اور دوسرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر مومن ہیں پر مناظرہ تحریری ہوگا۔ استدلال کتب و تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا جائیگا۔ فریقین پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور جناب امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تحریریں حجت ہوں گی۔ پہلے مناظرہ میں جماعت احمدیہ مدعی ہوگی۔ اور دوسرے میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام۔ یہ شرائط مولوی نور محمد صاحب اور خاکسار نے طے کیں۔ کیونکہ خاکسار کو اپنی جماعت کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا۔ آخر شرائط طے ہو جانے پر ہمارے پریذیڈنٹ بشیر احمد صاحب چغتائی اور مولوی نور محمد صاحب پریذیڈنٹ غیر مبائعین نے دستخط ثبت کر دیئے۔ اور ایک نقل دستخط شدہ لے کر تشریف لے گئے۔

پہلا پرچہ ہماری طرف سے ۱۹ اپریل کو غیر مبائعین کو بھیجا جانا تھا۔ لیکن ہنوز ۱۴ اپریل کا سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ کہ سید اختر حسین صاحب گیلانی مع مولوی نور محمد صاحب پریذیڈنٹ غیر مبائعین و دیگر عہدہ داران و ممبران میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے کہ طے شدہ شرائط میں چند ترمیمات کی جائیں بالخصوص اس بات پر زور دیا۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تحریرات والی شرط اڑا دی جائے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یہ مطالبہ معقول نہیں۔ تاہم اگر وہ اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں تو پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جمشید پور سے ملیں۔ دوسرے روز اختر صاحب اور مولوی نور محمد صاحب صبح تشریف لے آئے۔ مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور پریذیڈنٹ بشیر احمد صاحب بھی موجود تھے۔ اس وقت بھی سید اختر حسین صاحب اور مولوی نور محمد صاحب زور دیتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات پیش کرنے والی شرط ترک کر دی جائے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مندرجہ ذیل ارشادات اپنے حضرت امیر کے متعلق فرمائے۔ سید اختر حسین صاحب نے کہا۔

(۱) مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات ہمارے لئے حجت نہیں ہیں۔

(۲) ہم مولوی صاحب کی تحریروں کو دوسرے علماء کی تحریروں پر ترجیح نہیں دیتے

(۳) مولوی محمد علی صاحب کی کوئی تحریر ہم پر حجت نہیں ہے۔

اور بڑھتے بڑھتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہا۔

(۱) حضرت مسیح موعود کی صرف دعویٰ نبوت کی تحریریں ہمارے لئے حجت ہیں۔

(۲) میں حضرت مسیح موعود کو حکم عدل مانتے ہوئے بھی ان کے فیصلہ سے اختلاف رکھ سکتا ہوں۔

مولوی نور محمد صاحب نے دوران گفتگو میں کہا۔

(۱) اگر حضرت مولوی محمد علی صاحب اور سید اختر حسین صاحب کا اختلاف کسی مسئلہ میں ہو جائے تو ضروری نہیں کہ ہم مولوی صاحب کے فتوے کو ترجیح دیں۔ بلکہ ہم غور کریں گے۔ کہ اگر ہماری رائے میں سید اختر حسین صاحب صحیح ہوں گے تو ہم کہیں گے کہ حضرت مولوی صاحب غلط فرماتے ہیں

(۲) آپ ہمیں غیر احمدی تسلیم کر لیں لیکن مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات پیش کرنے والی شرط اڑا دیں۔

بالآخر جب غیر مبائعین کے نمائندے دلائل کے رو سے ناکام ہوئے تو سید اختر حسین صاحب نے کہہ دیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات پیش کرنے والی شرط کی موجودگی میں ہم مناظرہ نہیں کر سکتے۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ اپنے پریذیڈنٹ صاحب سے کہیں کہ آپ ان کی طے کردہ شرائط پر مناظرہ نہیں کر سکتے۔ اور آپ کے پریذیڈنٹ صاحب ہم کو تحریری اطلاع دے دیں۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔ ۱۵ اپریل کو مغرب کے وقت مولوی نور محمد صاحب کا ایک رقعہ ملا جس میں لکھا تھا کہ شرائط طے شدہ میں کچھ استقام ہیں ان کو دور کئے بغیر مناظرہ کا کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔ لہذا ان کو دور کیا جائے۔ اور استقام کی تفصیل یہ کی۔ کہ مناظرہ کے دونوں موضوع بدل دیئے جائیں اور مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات کی شرط اڑا دی جائے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات والی شرط کے متعلق خاکسار کی اور مولوی نور محمد صاحب کی گفتگو ہوئی تو مولوی نور محمد صاحب نے کہا کہ گو مضمون ذرا لمبا ہو جائے گا۔ لیکن خلیفہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات والی شرط بہت معقول ہے۔ لہذا اسے مناظرہ کی شرط قرار دے دیا جائے

دوسرا موضوع مناظرہ یعنی "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر مومن ہیں" مقرر کرنے کے وقت بھی میں نے ان پر واضح کرنے کی کوشش کی۔ کہ حقیقتاً اصل موضوع نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہے اور حضور کے منکرین کا مومن و کافر ہونا اس اصل کی فرع ہے۔ لیکن مولوی نور محمد صاحب نے اصرار کیا۔ کہ یہ موضوع ضرور رکھا جائے۔ غرض مفروضہ استقام (جن کی آڑ میں غیر مبائعین نے فرار اختیار کیا) ایسے ہیں جو نمائندہ غیر مبائعین کے اصرار پر مقرر ہوئے۔ اور انہوں نے انہیں بہت معقول قرار دیتے ہوئے طے کیا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک کہ جو بڑے طمطراق سے ہم پر اتمام حجت کرنے آئے تھے۔ اور اپنی منشاء کے مطابق شرائط طے کر گئے تھے۔ وہ اپنے ہی طے کردہ شرائط کے ماتحت مناظرہ کرنے سے کھلم کھلا فرار کر گئے۔

مجھے گرتی نظر آتی تھی یہ تیر پہلے سے

ہمیں پہلے ہی یقین تھا کہ یہ گرجنے والے بادل کبھی نہ برسیں گے۔ یہ ایسا میدان ہے جس میں غیر مبائعین میں سے کسی نے نہ پہلے قدم رکھا۔ اور نہ اب رکھنے کو تیار ہے۔ اگر ہمارے اس بیان کی صداقت میں کسی کو شبہ ہو۔ تو ہم خدا کے فضل اور رحم پر بھروسہ رکھتے ہوئے اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم طے کردہ شرائط پر مناظرہ کیلئے حاضر ہیں۔ اگر سید اختر حسین صاحب مناظرہ کرنے سے عاجز ہیں۔ تو غیر مبائعین اپنے امیر صاحب کی خدمت میں عرض کر کے جس مبلغ یا مناظر کو چاہیں میدان میں لانے کی کوشش کریں۔ لیکن ہمیں یہ یقین ہے کہ جو صاحب بھی یہ کوشش کریں گے انہیں بالآخر یہ کہنا پڑے گا کہ ؎

ہائے کیسی اس بھری محفل میں رسوائی ہوئی

خاکسار۔ عبد اللہ خان زعیم مجلس خدام الاحمدیہ۔ جمشید پور

بیرونِ ہند میں تبلیغ احمدیت

لنڈن میں تبلیغ

مولوی جلال الدین صاحب شمس اطلاع دیتے ہیں۔ کہ گذشتہ ماہ ایک دعوت کے موقع پر جب عبداللہ بکر نے ایڈریس پڑھا۔ تو توفیق السویدی نے پوچھا کہ خلیفۃ المسیح کے لفظ سے کیا مطلب ہے۔ جس پر میں نے تشریح کے ساتھ ان کو بتایا۔ اس پر ان کے سیکرٹری نے مَاقَتَلُوہُ وَمَاصَلَبُوہُ کا مطلب پوچھا جس کا تسلی بخش جواب ملنے پر انہوں نے کہا۔ کہ میں نے یہ تفسیر آج ہی سنی ہے۔ جو نہایت اچھی اور قابل تسلیم ہے۔ پھر قتل مرتد کے متعلق میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ شامی علماء نے ابھی شام میں اشتہارات شائع کئے ہیں اور حکومت نے ایکٹ کی مخالفت کی ہے جس کے رو سے ایک مسلم بھی اسلام کو چھوڑ سکتا ہے۔ اس پر انہوں نے لکھا ہے کہ یہ شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے کیونکہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ اس کے متعلق میری باتیں سن کر کہنے لگے مشائخنا صم بکم لا یفقہون شیئاً ولا یتفکرون۔ کہ ہمارے مشائخ تو گونگے ہیں۔ جو نہ کسی بات کو سمجھتے ہیں۔ اور نہ غور و تدبر اور فکر سے کام لیتے ہیں۔ پھر کہنے لگے ہم نے اعراق میں مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اس کے بعد ان کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام بطور تحفہ دی گئی۔ جس کے پڑھنے کا انہوں نے وعدہ کیا۔

اس ہفتہ سید ممتاز احمد صاحب کا لیکچر "اسلامک پولیٹیکل تھیوری" پر ہوا۔ جس میں خلافت کا ذکر بھی ہوا۔ اس نے ایک سوال کیا۔ کہ اگر خلفاء کا انتخاب خدا کا انتخاب ہے تو کیا عباسی خلفاء بھی ایسے ہی تھے۔ اور یہ کہ اگر تمام لوگ ایک خلیفہ کی معزولی پر جمع ہو جائیں۔ تو وہ کیوں اسے علیٰحدہ نہیں کر سکتے۔ آخر میں ان سوالوں کے جوابات دیئے گئے۔ اور بتایا گیا۔ کہ عباسی خلفاء خلفاء راشدین کی طرح نہیں۔ اور نہ ان کا اس طریق پر انتخاب ہوا۔ بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ موعود خلافت تیس سال ہوگی۔ پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ پس خلفاء عباسیہ کا انتخاب خلفاء راشدین کی طرح نہیں ہوا اور جب ہم کہتے ہیں۔ کہ خلیفہ کا انتخاب خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔ تو وہ موعود خلفاء کے لئے ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد کی خلافت موعود خلافت تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء موعود خلفاء ہیں۔ اس لئے ان کا انتخاب خدا تعالےٰ کا انتخاب ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ معزول نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ موعود خلفاء پر ایسا وقت نہیں آ سکتا۔ جبکہ تمام اس سے علیٰحدہ ہو جائیں۔ اور اس کی خلافت کے خلاف ہوں۔ جیسا کہ گذشتہ تجربہ سے ثابت ہے

اس کے بعد سید توفیق السویدی اور ان کے سیکرٹری عبداللہ بکر۔ اور سید عبدالمجید بار ایٹ لا کو میں نے دعوت پر بلایا۔ سید توفیق مسجد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے جس کا ذکر بعض اخبارات میں بھی ہوا۔

سیرالیون میں تبلیغی مساعی

مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ گولڈ کوسٹ سیرالیون مقام روکوپو سیرالیون سے لکھتے ہیں۔ کہ تبلیغ و تربیت جماعت کا کام بفضل تعالےٰ انفرادی تبلیغ۔ خطبات جمعہ۔ اور درس و تدریس کے ذریعہ سے جاری ہے کچھ شامی اور کچھ مسلمان تاجر یہاں رہتے ہیں۔ باوجود ان کے ورغلانے کے جماعت کے دوست اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں یہاں عیدہم نے ۳۱ جنوری کو پڑھی تھی۔ جس میں دو سو کے قریب نمازی تھے۔ عید کی نماز کا فوٹو مسٹر نبت سینیٹری ڈپٹی آفیسر نے لیا۔ سکول کا کام تسلی بخش طور سے جاری ہے۔ ایک احمدی کے متعلق امید ہے۔ کہ وہ ایک خاص جگہ کے چیف ہو جائیں گے۔ ایک نوجوان نے چندہ میں باقاعدگی اختیار کی ہے۔ اور انہوں نے سال بھر کا چندہ اور ۱/۲ ۱۳ من چاول بطور زکوٰۃ ادا کیا ہے

سماٹرا میں تبلیغ

مولوی محمد صادق صاحب میدان سے لکھتے ہیں کہ جلسے زیادہ اشخاص کو تبلیغ کی گئی جن میں پادری۔ اساتذہ۔ عہدہ داران حکومت اور تجار وغیرہ شامل تھے۔ دو پرائیویٹ مباحثات ہوئے۔ جن میں سے ایک عیسائیوں سے ہوا۔ پرلطف بات یہ ہے کہ عیسائی مناظر نے اس مناظرہ کو ادھورا ہی چھوڑ دیا۔ اور جب دوسرے روز اسے مناظرہ کے لئے بلایا گیا تو اس نے لکھا کہ میں آپ سے مباحثہ کرنے کے لئے رضامند نہیں۔ کیونکہ آپ جماعت احمدیہ قادیان کے خیالات کے آدمی ہیں۔

دوسری گفتگو غیر احمدیوں سے تھی۔ مجھے اچانک رات کے وقت بلایا گیا۔ جب مقام مقررہ پر پہنچا۔ تو دیکھا کہ ایک عالم اور کچھ اور اشخاص میری انتظار میں بیٹھے ہیں۔ آخر گفتگو شروع ہوئی اور رات گیارہ بجے تک جاری رہی۔ اس عالم اور دیگر دوستوں پر اچھا اثر ہوا۔ چنانچہ وہ دوست اور وہ عالم خود ہمارے دارالتبلیغ میں آئے اور ان کو پھر دوبارہ تبلیغ کی گئی۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت نصیب کرے

ایام زیر رپورٹ میں پاڈنگ کی جماعت نے ایک پبلک جلسہ کیا۔ جس میں مندرجہ ذیل مضامین پر لیکچر ہوئے (۱) اسلام اور دیگر مذاہب (۲) مسیح کی آمد ثانی (۳) مقصد روحانی۔ ۵۰ کے قریب اسباق پڑھائے۔ تین لیکچر دیئے۔ اور تین خطبات جمعہ پڑھائے۔ درس قرآن کریم و حدیث۔ وکشتی نوح ہفتہ میں تین بار جاری رہا۔ دو لیکچر لجنہ کے اجلاس میں دیئے۔

(مرتبہ صیغہ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

کن جماعتوں کیلئے قاضی کا تقرر ضروری ہے

قواعد و ضوابط صدر انجمن احمدیہ کے قاعدہ نمبر ۳۴۰ کے مطابق ہر ایسی جماعت جس کے افراد کی تعداد پچاس سے زائد ہو۔ کے افراد کے باہمی تنازعات کے فیصلہ کے لئے ایک قاضی مقرر ہونا ضروری ہے۔ اس وقت تک صرف چند ایک جماعتوں کی طرف سے قاضی کا انتخاب ہوا ہے۔ لہٰذا ایسی تمام جماعتوں کے عہدہ داروں کو جن کے افراد کی تعداد پچاس سے زائد ہے۔ اور وہاں ابھی تک کوئی قاضی مقرر نہیں۔ تاکیدی طور پر ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ فوراً قاضی کا انتخاب کر کے مرکز میں رپورٹ کریں۔ تاکہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے تقرر کی منظوری لی جائے۔

ناظر امور عامہ

خلافت جوبلی فنڈ کیلئے وفود کا تقرر

الفضل مجریہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۹ء میں مندرجہ بالا عنوان سے اعلان شائع کیا گیا ہے۔ جس میں ضلع جالندھر و ہوشیارپور کے لئے ایک وفد کا اعلان شائع ہو چکا ہے۔ دراصل ہر دو اضلاع کے لئے دو وفد تھے۔ اور چوہدری غلام احمد صاحب امیر جماعت کریام ہر دو میں شامل تھے۔ غلطی سے ایک وفد کا اعلان ہونے سے رہ گیا ہے جس کا جماعتوں کی اطلاع کے لئے اب اعلان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ۔ چوہدری غلام احمد صاحب امیر جماعت کریام۔ اور چوہدری بشارت علی خان صاحب پنشنر سرودھہ بعض جماعتوں میں دورہ کریں گے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ ان کے ساتھ تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

اہم ملکی حالات اور واقعات

کراچی میں ہوائی حملوں سے بچاؤ کی تدابیر

یورپ میں جنگ کے امکانات چونکہ روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے برطانیہ کے ہوائی دل کی طرف سے ہندوستان پر حملوں کے احتمال کے پیش نظر کراچی کو ہوائی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک جامع سکیم تیار کی گئی ہے۔ جسے رائل ایر فورس ڈیفینس کمیٹی نے بھی منظور کر لیا ہے۔ شہر کی حفاظت کے انتظام میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے اسے ۴۳ حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ہر حلقہ کے لئے تین وارڈن مقرر کئے گئے ہیں۔ جو پبلک کے ذمہ دار اشخاص میں سے چنے جائیں گے۔ اور جنہیں فوجی ٹرینگ دی جائیگی۔ یہ وارڈن عوام الناس کو ہوائی حملوں سے بچاؤ کے طریقوں سے آگاہ کریں گے۔ مجروحین کی طبی امداد کے لئے شہر میں مختلف مقامات پر فرسٹ ایڈ کی چوکیاں قائم کی جائیں گی اور یہ وارڈن ان کے منتظم ہونگے۔ ریلیف کے کام کے لئے تین سو اشخاص درکار ہونگے۔ گیس سے محفوظ رہنے کے طریق لوگوں کو سکھانے کے لئے تمام سرکاری اور پرائیویٹ ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔ اور حکام کو اختیار ہوگا۔ کہ تمام موٹر بسوں کو امبولنس کے کام میں لائیں۔ شہر کے کسی علاقہ میں اگر زہریلی گیس بھر دی گئی۔ تو اسے صاف کرنے کے لئے ہوشیار آدمیوں کا انتظام موجود ہوگا اور اس علاقہ کو خالی کر کے آمد و رفت بند کر دیگی جو مکانات ہوائی گیس سے بھر جائیں گی انکو منہدم کر دیا جائیگا۔ اسکے علاوہ ہی فائر بریگیڈ کا انتظام بھی زیادہ مضبوط کیا جائیگا۔

یہ انتظامات صرف کراچی کارپوریشن کی حدود تک محدود ہونگے۔ اور صرف تین لاکھ اشخاص کے لئے ہونگے۔ چھاؤنی۔ پورٹ ٹرسٹ اور ریلوے کے علاقوں کے لئے علیحدہ انتظامات ہونگے۔

صدر پنجاب پراونشل کانگرس کی تقریر

پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی کے صدر ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو نے ۱۲ اپریل کو راولپنڈی میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ پنجاب میں تحریک کانگرس بہت کمزور ہو گئی ہے۔ اور گزشتہ چھ سال سے یہ نیچے ہی نیچے چلی جا رہی ہے۔ اہل پنجاب کے اندر کوئی نقص نہیں۔ بلکہ خرابیوں کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔ اور ہمارے اپنے اندر کمزوریاں ہیں یورپ میں جنگ کے امکانات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ پنجاب کی وزارت نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ پنجابیوں کو فوج میں بھرتی کرائے گی۔ مگر کانگرس اس کی سخت مخالفت کریگی۔ سر سکندر حیات۔ سر چھوٹو رام اور دوسرے وزراء خود نوکریاں چھوڑ کر میدان جنگ میں جانے کے لئے کیوں تیار نہیں ہیں اور اپنے لڑکوں اور عزیزوں کو کیوں نہیں بھیجتے۔ مسلمان کسی کا غلام ہو کر نہیں رہ سکتا۔ اور غلام کا کوئی مذہب ہی نہیں ہوتا۔ یونینسٹ پارٹی پنجاب میں غلامی کی ذمہ دار ہے۔ اور امپیریلزم کو مضبوط کر رہی ہے۔ یہی ایک صوبہ ہے جسے برطانوی امپیریلزم کی امداد ملتی ہے۔ صوبہ کے اندر ایک والنٹیر کور کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایسے والنٹیر درکار نہیں۔ جو صرف وقت پر وردیاں پہن کر آ جائیں۔ بلکہ ایسے رضاکار چاہئیں۔ جو اپنے اندر سپاہیانہ سپرٹ رکھتے ہوں آپ نے مزید کہا۔ کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی میں مسلمانوں کے لئے جگہیں مخصوص ہیں۔ اور میں انہیں ان کی تعداد کی نسبت سے زیادہ نمائندگی دونگا۔ بلکہ جو مسلمان ۲۴ گھنٹہ کانگرس کا ہی کام کریں گے۔ انہیں گذارے بھی دئے جائیں گے۔ یہ خیال غلط ہے کہ کانگرس ہندو جماعت ہے مسلمانوں نے اس کے لئے بہت قربانیاں کی ہیں۔ آپ نے یہ بھی اعلان کیا۔ کہ صوبہ کے اندر کانگرس کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والے کانگرسیوں کے خلاف میں سخت ایکشن لونگا۔ اور کانگرس کو خرابیوں سے پاک کرنے

کے لئے پورا زور لگاؤں گا۔

گاندھی جی کے متعلق جرمنی کا خیال

۱۰ اپریل کو برلن کے ریڈیو سٹیشن سے مندرجہ صدر عنوان کے ماتحت ایک تقریر بزبان اردو براڈ کاسٹ کی گئی تھی جس میں گاندھی جی کے فلسفۂ عدم تشدد اور اس ملک کے پالیٹکس پر تبصرہ تھا۔ یو۔پی اسمبلی کے ایک ممبر نے اسے سن کر ایک مضمون کی صورت میں مرتب کیا تھا۔ اور اب وہ اخبارات میں آیا ہے۔ مقرر نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ گزشتہ سال جب پنڈت جواہر لال نہرو جرمنی میں آئے۔ تو نہ کسی ذمہ دار آدمی سے ملے۔ اور نہ کسی سے کوئی تبادلہ خیالات کیا۔ لیکن ہندوستان واپس جا کر ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرنے لگے۔ اور جرمنی کو بدنام کرنے کے لئے اسے یورپ میں جابرانہ کارروائیاں کرنے والا ظاہر کرنے لگے۔ اس کے بعد مقرر نے گاندھی جی کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ ہم لوگ تو آپ کو سچائی کا حامی سمجھتے ہیں۔ آپ ہمیں خواہ مخواہ بدنام کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو علم نہیں۔ کہ آسٹریا اور سوڈیٹن لینڈ کے لوگ جرمن ہی ہیں۔ اور وہ ہمارے ساتھ ملنا چاہتے تھے۔ اس صورت میں اگر ہم نے ان کو ساتھ ملا لیا۔ تو اس میں برائی کیا ہے اگر ان ملکوں کے باشندوں کی مرضی نہ ہوتی۔ تو یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر ہم ان پر قابض ہو سکتے۔ آپ دنیا کو عدم تشدد کا دعظ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ آج تک دنیا کا کام عدم تشدد سے کبھی نہیں چلا۔ بلکہ دنیا میں امن تشدد سے ہی قائم ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے فلسفۂ عدم تشدد میں کوئی قوت ہے۔ تو اس کے زور سے ہندو مسلم فسادات کا خاتمہ کیوں نہیں کرتے۔ اور مسٹر جناح کو اپنا ہم خیال کیوں نہیں بنا سکتے۔

جنگ عظیم میں جب ہم اپنی آزادی اور عزت کی حفاظت کے لئے لڑ رہے تھے تو آپ ہندوستان میں سپاہی بھرتی کر کے ہماری عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنے کے لئے بھیج رہے تھے۔ اس وقت آپ کا فلسفہ عدم تشدد کہاں گیا تھا۔ لیکن اب کہ جرمنی دوبارہ عزت اور طاقت حاصل کر رہا ہے۔ تو آپ اسے گوارا نہیں کر سکتے۔ اور ہمیں بھی عدم تشدد کی تعلیم دے رہے ہیں۔ کیا آپ کی سچائی اور انصاف کا تقاضا یہی ہے ۱۹۳۱ء میں جب ہم آزادی کے لئے لڑ رہے تھے۔ تو جرمن کے پریس کے قائل گواہ ہیں۔ کہ ہم آپ کی حمایت کرتے تھے۔ اور آپ کی ہمت بندھاتے تھے۔ مگر اب جو ہم جدوجہد کر رہے ہیں۔ تو آپ اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ کیا اس کی وجہ یہی نہیں۔ کہ آپ کی مرضی بھی وہی ہوتی ہے۔ جو انگریز کی ہو اور آپ ہمیشہ برطانیہ کی حمایت کرنا چاہتے ہیں۔

مقرر نے آخر میں کہا۔ کہ آپ ہندوستان کو آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اور ہماری بھی دعا ہے کہ یہ آزاد ہو۔ مگر یہ آپ کی عدم تشدد کی وجہ سے کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور نہ آپ اسے آزاد کرا سکتے ہیں۔ جرمنی کو جب خدا نے آزاد کرانا چاہا۔ تو اس میں ہٹلر کو پیدا کر دیا۔ اسی طرح ہندوستان کی قسمت بھی جب جاگیگی۔ تو اس میں بھی کوئی ہٹلر پیدا ہو جائیگا اور آپس کے سب اختلافات مٹا کر ملک کو آزاد کرا دے گا۔

گاندھی۔بوس ملاقات

مسٹر بوس اور گاندھی جی کے مابین ملاقات کے لئے ۲۷ اپریل کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ ایک اخباری نمائندہ نے مسٹر بوس سے دریافت کیا۔ کہ اگر گاندھی جی سے آپ کا سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ تو آپ کیا رویہ اختیار کریں گے۔ اس کے جواب میں مسٹر بوس نے کہا۔ کہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ میں خود ورکنگ کمیٹی بنا لوں۔ اور کام شروع کر دوں۔ اور یا پھر یہ کہ میں مستعفی ہو جاؤں۔ یا یہ کہ سارا معاملہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی امکانات ہیں۔ مگر میں وہی کرونگا

وصیت نمبر ۵۵۹۵ - منکہ حکیم محمد صدیق ولد حکیم تاج الدین قوم آرائیں پیشہ حکمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن شاہدرہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرے پاس اسوقت مبلغ معمہ نقد میں جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری آمد قریبا پندرہ روپے ماہوار ہے۔ جسکے میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے پر اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد حکیم محمد صدیق پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شاہدرہ گواہ شد خیر دین بقلم خود چک ۲۳۰ بھرت ڈاکخانہ بنگلہ سانیاں ضلع لائلپور۔ گواہ شد عبد الکریم بقلم خود سکرٹری مال جماعت احمدیہ لاہور۔

وصیت نمبر ۵۵۹۶ منکہ فہمیدہ بیگم زوجہ محمد اکرم قوم قریشی عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن چھاؤنی لاہور ڈاکخانہ مغلپورہ ضلع لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں نے اپنے خاوند سے حق مہر لینا تھا وہ مبلغ آٹھ سو روپیہ تھا جس میں سے چھ سو روپیہ آگے وصول کر لیا ہے ما دراب میں نے دو سو روپیہ جو بقایا تھا۔ وصول کیا ہے۔ جواب میرے پاس ہے۔ اس میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر میرے مرنے کے بعد کوئی میری جائیداد ثابت ہووے تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق حاصل ہوگا۔ کہ میری جائیداد سے وصول کرلیں۔ الامتہ فہمیدہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد پیر ولایت شاہ امیر جماعت احمدیہ شاہ مسکین گواہ شد محمد اکرم پٹواری بقلم خود خاوند موصیہ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجلا قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ دوا واسنگھ ولد میا سنگھ ذات کمبوہ سکنہ چک ۳۹ تحصیل وضلع شیخوپورہ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شیخوپورہ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۰/۵/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر سائل کے جملہ قرض خواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۲۴/۴/۳۹

(دستخط) جناب چوہدری فقیر چند صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی چیئر مین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع شیخوپورہ (بورڈ کی مہر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

فارم ۱

قاعدہ ۵۔ انجلا قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ غلام مرتضےٰ ولد فقیر محمد ذات سید سکنہ بگول خورد تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیار پور نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام ٹانڈہ درخواست کی سماعت کے لئے تاریخ ۲۱/۶/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرض خواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۳-۴-۳۹

(دستخط) خان بہادر خان سربلند خان صاحب بی۔ اے چیئر مین مصالحتی بورڈ قرضہ دسوہہ ضلع ہوشیار پور (بورڈ کی مہر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

ڈیرہ اسمٰعیلخان ۲۳ اپریل۔ جمعہ کے روز دوپہر کو یکایک بازار بند ہو گئے۔ اور لوگوں نے قبائلی ڈاکہ سے بچنے کے لئے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دیں پولیس بھی کافی تعداد میں موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور شہر میں گشت لگانا شروع کر دیا۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ ایک زرگر نے غلط افواہ پھیلا دی تھی۔ کہ علاقہ مروت کے لوگ شہر کو لوٹنے آ رہے ہیں۔ پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔

نئی دہلی ۲۳ اپریل۔ گاندھی جی کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے ہندوستان ٹائمز میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ راجکوٹ میں معاملات افسوسناک صورت اختیار کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ وائسرائے اس معاملہ میں مداخلت کریں سردار پٹیل نے جو سات نمائندے نامزد کئے ہیں ان میں سے چھ پر ٹھاکر صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے کئی نام وہ پہلے منظور کر چکے ہیں۔

بمبئی ۲۳ اپریل۔ ۵/۳ مرہٹہ لائٹ انفنٹری دہلی کے ۵۰۰ ہندوستانی جوان اور رائل انڈین آرمی کور کی کمپنی میکینیکل ٹرانسپورٹ کمپنی جو میرٹھ میں مقیم تھی بذریعہ جہاز "جہانگیر" نامعلوم منزل مقصود کو روانہ ہو گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ فوج عدن کو بھیجی گئی ہے۔

راجکوٹ ۲۳ اپریل۔ گاندھی جی دربار ویرو والا کے ساتھ جو بات چیت کر رہے تھے۔ وہ پھر ختم ہو گئی آج شام کو گاندھی جی نے کارکنوں کو اس گفت و شنید کی ناکامی کی تفصیل بتائی۔ اور انہیں زیادہ قوت برداشت پیدا کرنے کی تلقین کی۔ اور کہا کہ عدم تشدد پر کاربند رہیں۔

رنگون ۲۳ اپریل۔ برما میں بری ہندوستانی فسادات کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی نے جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے خلاف برمی اخبارات پروٹسٹ کر رہے ہیں اور یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ اگر کمیٹی کی سفارشات کے مطابق حکومت نے برمی اخبارات اور انجمنوں پر سختی کی تو مستقبل میں مزید فساد ہونگے۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ ہندوستانیوں کے اس مطالبہ کا کہ ان کے مال و جان کا موثر تحفظ کیا جائے مطلب یہ ہے کہ ان سے ترجیحی سلوک کیا جائیگا۔ اگر ہندوستانیوں کو جان و مال کا خطرہ ہے تو وہ برما سے نکل جائیں۔

کلکتہ ۲۳ اپریل۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں ایک ممبر نے ایک ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام سیاسی قیدیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جائے محرک نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ تمام کانگرس کمیٹیاں رائے عامہ کی تائید حاصل کریں۔ نیز تمام کانگرسی وزارتیں گورنروں سے کہدیں کہ اگر ایک مقررہ عرصہ میں ان کا مطالبہ منظور نہ کیا گیا تو وہ مستعفی ہو جائیں گی۔

ماسکو ۲۳ اپریل۔ ایم سیڈز نے برطانوی نقطۂ نگاہ کو حکومت روس کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اور وہ کل لنڈن واپس جا رہا ہے اس سے خیال پیدا ہو گیا ہے کہ انگلستان اور روس کے درمیان گفت و شنید بہت بڑے الاختتام ہے۔

برگوس ۲۳ اپریل۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ہسپانیہ میں غیر ملکی افواج کی آمد کی خبریں بالکل غلط ہیں۔ جبرالٹر اور ٹانگیر پر حملہ کی خبریں بھی بے بنیاد ہیں سپین نے از سر نو اپنی تعمیر کا مصمم ارادہ کیا ہوا ہے۔

سورت ۲۲ اپریل۔ سبالدہ میں زمینداروں کی ایک کانفرنس میں بارہ ہزار اشخاص کو جو کم و بیش غلاموں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آزاد کر دینے کا اعلان کیا گیا۔ اس علاقہ کی رسم کے مطابق کسی زمیندار سے چند سو روپیہ قرض لینے پر تمام عمر اس کی مزدوری مفت کرنی پڑتی تھی۔ اب ہر ایسے شخص کو ساڑھے چار آنہ روزانہ اجرت ملے گی۔ جو مزدور بارہ سال سے کام کر رہے ہیں۔ ان کا قرضہ منسوخ سمجھا جائیگا۔

پٹنہ ۲۲ اپریل۔ گورنمنٹ نے ایک رگولیشن کے ذریعہ قرار دیا ہے کہ ان سرکاری ملازموں کو جنہیں سول نافرمانی کے دوران میں برخواست کیا گیا تھا یا جنہوں نے خود استعفیٰ دیدیا تھا دوبارہ بحال کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن سے مشورہ لینے کی ضرورت نہیں

پشاور ۲۳ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ فرنٹیر گورنمنٹ نے یکم اپریل سے سارے صوبہ کے نمبردار موقوف کر دیئے ہیں اور اب مالیہ پٹواری اور نائب تحصیلدار وصول کیا کریں گے

شولاپور ۲۳ اپریل۔ ہندو جگت گورو شنکر آچاریہ آف بدری ناتھ ایک دو دن کے لئے ریاست حیدر آباد میں آریہ ستیہ آگرہ کی صورت حالات کا مطالعہ کرنے جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاستی حکام نے ان کو تعاون اور امداد کا یقین دلایا ہے۔ اور ان کا وہاں جانا آریہ سماج اور ریاست میں باعزت سمجھوتہ کا باعث ہوگا۔

برلن ۲۳ اپریل۔ ڈاکٹر گوئبلز وزیر نشر و اشاعت حکومت جرمنی نے جمہوری ممالک کے اخبارات کے خلاف ایک زبردست پروپیگنڈا کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ پروپیگنڈا زیادہ تر برطانیہ کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جمہوریتیں صدر روزولیٹ کی اپیل کے جواب میں ہر ہٹلر کی تقریر کی حمایت کریں۔

دہلی ۲۲ اپریل۔ ہندو اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ یہاں سے کچھ آدمی حیدر آباد بھیجے گئے ہیں تا آریہ ستیہ آگرہیوں پر حملے کریں۔ انہیں بھیجنے والے ریاست کے وظیفہ خوار ہیں۔

شنگھائی ۲۳ اپریل۔ جاپانیوں کی طرف سے شنگھائی میونسپل کونسل کے پاس باقاعدہ عرضداشت بھیجی گئی ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ کونسل کی حدود میں چین کا قومی جھنڈا لہرانے کی ممانعت کر دی جائے۔

لکھنؤ ۲۳ اپریل۔ اجین سے خبر آئی ہے کہ وہاں ایک ڈاکٹر مریض کا معائنہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ بالکل اچھا ہو جائیگا۔ کہ حرکت قلب بند ہو گئی اور وہیں مریض کے بستر پر گر کر مر گیا۔

لنڈن ۲۳ اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اٹلی اور یوگوسلاویہ میں اچھے تعلقات کے قیام کا انتظام ہو گیا ہے

لنڈن ۲۳ اپریل۔ پیرس کی اطلاع ہے۔ کہ فرانسیسی پارلیمنٹ نے دفاع ملک کے لئے ۷ کروڑ پونڈ کی منظوری دیدی ہے جس میں سے تین کروڑ کے قریب قومی دفاع پر خرچ ہوگا۔

لنڈن ۲۳ اپریل۔ پیرس کی اطلاع مظہر ہے کہ فرانس نے الجیریا (الجزائر) کی بندرگاہ کو اپنے بحری جہازوں کا اڈہ بنانے کا انتظام کیا ہے

لنڈن ۲۳ اپریل۔ سویڈن کے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ سکنڈے نیویا کے باشندے اپنی آزادی اور خود مختاری کو

اب جب کہ "الفضل" کے خطبہ نمبر کی سالانہ قیمت اڑھائی روپیہ کر دی گئی ہے۔ احباب نے کتنے لوگوں کو اس کی خریداری کی تحریک فرمائی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی